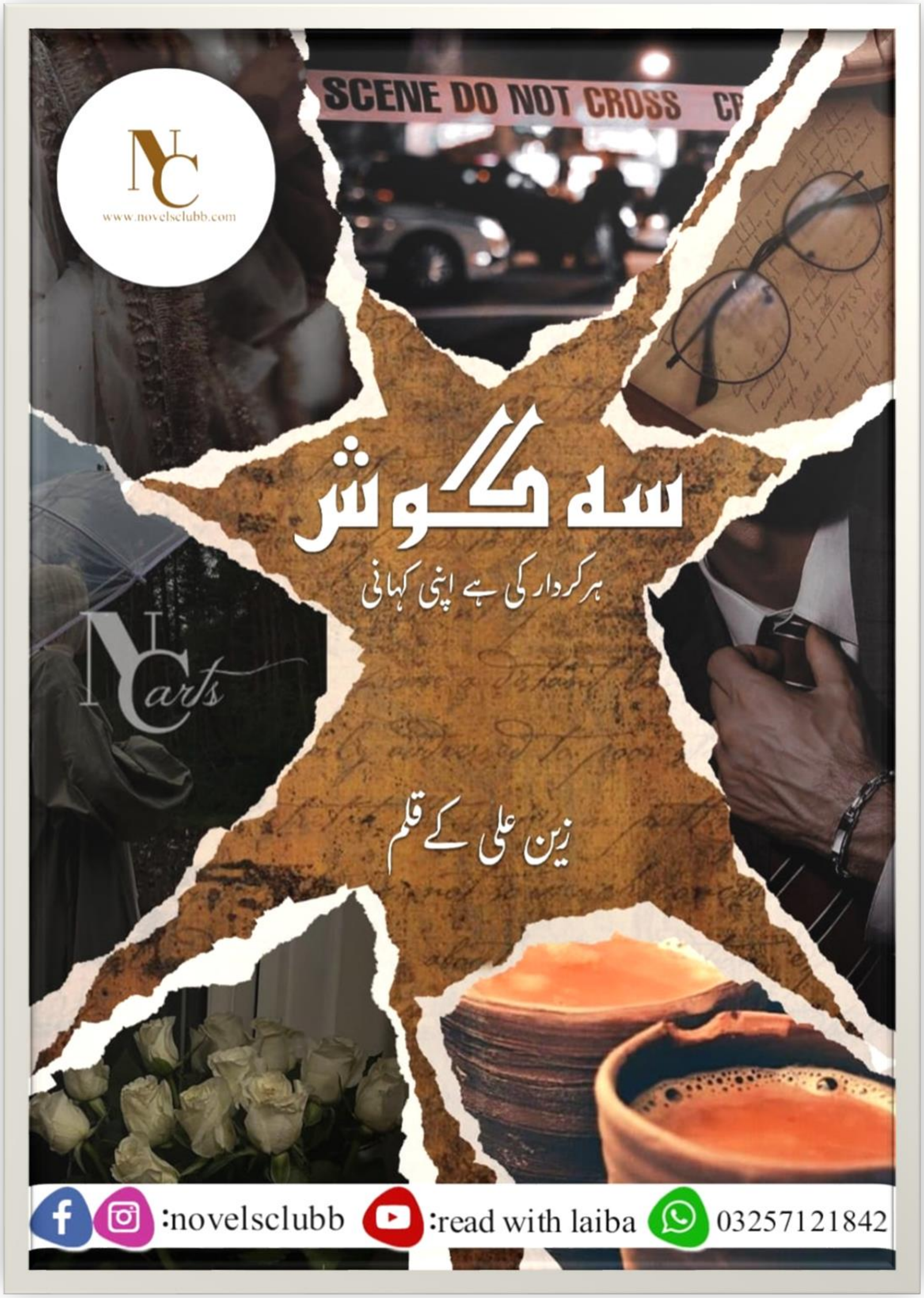
SCENE DO NOT CROSS CR
NC
www.novelsclubb.com
سہ گوش
ہر کردار کی ہے اپنی کہانی
NC arts
زین علی کے قلم
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

سہ گوش

از قلم

زین علی

سہ گوش

از قلم زین علی

آخری قسط دوسرا حصہ

”ماما آپ کو کہاں رکھا ہوا تھا رضا رحمت نے۔“ میرب نے پوچھا۔

وہ اپنی ماں کو یہ نہیں بتانا چاہتی تھی کہ رضا رحمت اسکے منگیتر کا باپ تھا۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اسکی ماں کو صدمہ لگے۔

”ایک اندھیر کمرے میں، کوئی تہہ خانہ تھا۔“ وہ بولیں۔ ”وہاں نہ سورج کی روشنی تھی نہ دھوپ کی شدت۔“

میرب اپنی ماں کو دیکھ کر دکھی ہو رہی تھی۔ آنسو اسکی آنکھوں میں ٹھہرے ہوئے تھے۔

"وہاں میں دن رات کا اندازہ لوگوں کے ہلکی ہلکی آوازوں سے لگاتی تھی لیکن مجھے گنتی بھول گئی۔" وہ بولیں۔ وہ محبت سے اپنی بیٹی کو دیکھ رہی تھیں۔ عرصے بعد کسی اپنے کو دیکھنے کا احساس کوئی ان سے پوچھے۔

"چار سال سے زائد عرصہ۔" میرب نے افسوس سے بتایا۔

یہ بتاتے ہوئے اسے بیتے ہوئے چار سال یاد آئے۔

امارا کو بھی یہ سن کر شاک لگا تھا۔ چار سال۔۔۔

"تمہارے بابا۔۔۔ وہ ٹھیک ہیں نا۔" امارا نے پوچھا۔ "کہاں ہیں وہ۔"

"میں یہاں ہسپتال اپنے دوست سے ملنے آئی تھی۔ میں بابا کو کال کر کے یہ خوش خبری سناتی ہوں۔" وہ بیڈ سے اٹھی۔ "میں اپنا موبائل لے کر آتی ہوں۔"

اتنا کہہ کر وہ علی والے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ وہ آج بہت خوش تھی۔ قسمت نے اسے اسکی ماں سے دوبارہ ملا دیا تھا۔ اس نے کمرے میں پہنچ کر علی کو جلدی سے خوشخبری سنائی اور فون لے کر واپس اپنی ماں کے پاس آئی۔

☆☆☆

میرب نے مرید صاحب کو کال کر کے یہ حیرت انگیز خوشخبری دے دی تھی۔ مرید صاحب تو جیسے اڑتے ہوئے ہسپتال پہنچ چکے تھے۔ وہ اپنی بیوی کو دیکھ کر بہت خوش تھے اور ایموشنل بھی ہو رہے تھے۔ انہوں نے امارا کو سینے سے لگایا تھا۔ وہ بہت کمزور لگ رہی تھیں۔

مرید اور امارا ایک دوسرے کو اپنے دلوں کا حال بتا رہے تھے۔ گلے شکوے، شکایتیں کر رہے تھے۔ ایک دوسرے کو کتنا مس کیا یہ بتا رہے تھے۔

میرب کو ایک پل کے لئے تنزیلہ کا خیال آیا اور اسکی وہ بات بھی کہ اسے اس گھر سے جانا ہو گا۔ کیا تنزیلہ کو پتا تھا کہ میری کی ماما واپس گھر آنے والی ہیں۔ اس نے سوچتے ہوئے تنزیلہ کو کال ملائی۔

تنزیلہ نے کال اٹھائی تو میرب بولی۔ ”تنو۔۔۔ ماما مل گئی ہیں۔ وہ اس وقت میرے ساتھ ہیں۔ آپ کہاں ہو۔ کیا آپ آؤ گی۔“

”یہ بہت اچھی خبر ہے میرب۔“ تنزیلہ ایک لمحہ رکی پھر بولی۔ ”تمہاری فیملی مکمل ہو چکی ہے۔ میرا وہاں اب کیا کام۔“ اسی کے ساتھ تنزیلہ نے کال کاٹ دی تھی۔

میرب کو یہ اچھا نہیں لگا۔ کیا تنزیلہ اب مرید صاحب سے الگ ہو جائے گی۔ اس نے سوچا۔

”میں آپ کو واپس لاؤں گی کیونکہ آپ بھی میری فیملی کا حصہ ہیں۔“ میرب نے موبائل فون کی سکرین کو دیکھتے ہوئے عزم سے کہا۔

☆☆☆

"تایا رضا حوالات میں ہیں۔" کمیل بولا۔ "تمہیں کیا لگتا ہے آیان کیا وہ اس سب سے نکل پائیں گے۔"

"کمیل مجھے جانے دو۔ تم جو مانگو گے میں دوں گا۔" آیان کے لہجے میں منت تھی۔

"پلیز کمیل مجھے تو جانے دو۔ تمہارا دشمن آیان ہے۔" کاشف نے نفرت سے آیان کو دیکھا۔ وہ اسے یوں دیکھ رہا تھا جیسے اسکی اس حالت کا ذمہ دار صرف آیان ہی ہو۔

کمیل کرسی سے اٹھا اور کاشف تک آیا۔ "کاشف تم نے جب خلید کو قتل کیا تو یہ کیوں نہیں سوچا کہ تم کبھی نہ کبھی پکڑے جاؤ گے اور جب سکندر کے بھائی کو ٹارچر

کر رہے تھے تو یہ کیوں نہیں سوچا اور جب اسے دفنا رہے تو تب یہ کیوں نہیں سوچا کہ ایک دن تم پکڑے جاؤ گے۔ “

”وہ سب مجھ سے کروایا گیا۔ “کاشف معصومہ لہجے میں بولا۔

”کیوں تم چھنے کاکے تھے۔ تمہاری اپنی کوئی عقل نہیں تھی۔ “ساغر غصے سے بولا۔

”کوئی کسی کو مجبور نہیں کرتا۔ ہم اپنے گناہوں کے ذمہ دار خود ہوتے ہیں۔ “

کمیل اور ساغر دونوں کاشف کی طرف متوجہ تھے۔ آیان نے موقع دیکھ کر ڈھیلی ہوئی رسیوں کو کھول دیا۔

ساغر کا دھیان کاشف کی طرف تھا تبھی آیان اچھلا اور ساغر سے ٹکرایا۔ منٹوں کا کھیل تھا۔ ساغر زمین پر گرا اور ساتھ ہی آیان بھی۔

کمیل نے تیزی سے اپنی بستول نکال کر آیان پر تان لی تھی لیکن آیان بھی ساغر کی پستول جو کہ اسی کی تھی پکڑ چکا تھا۔

اب منظر کچھ یوں تھا کہ آیان نے ساغر کے سر پر پستول لگا رکھی تھی اور کمیل نے آیان پر تان رکھی تھی۔

کاشف مسکرایا۔

"کاشف تم ابھی بھی میرے ساتھ ہو یا اب نیکی کا دامن تھامنے والے ہو۔" آیان جل کر بولا۔

"میں آپ کی طرف تھا اور آپ کی ہی طرف ہوں۔" کاشف کمینگی سے بولا۔

آیان قہقہہ لگا کر ہنسا۔ اس نے ایک ہاتھ سے ساغر کے سر پر پستول رکھی ہوئی تھی اور دوسرے سے ٹوٹی ہوئی کرسی سے اپنے پیر آزاد کرنے لگا رسیاں کھول کر۔

آیان نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ ”دھیرے دھیرے کھڑے ہو جاؤ اور کوئی ہوشیاری نہیں ورنہ بھیجا اڑا دوں گا۔“

ساغر نے ہاتھ فضا میں بلند کئے اور دھیرے سے کھڑا ہو گیا۔

”آیان تم اس سب سے نکل نہیں سکتے۔“ کمیل بولا۔ ”تمہارا کھیل ختم ہو چکا ہے۔ بہتر ہے تم خود کو پولیس کے حوالے کر دو۔“

کمیل مزید کچھ کہنے والا تھا کہ تبھی آیان نے ساغر کو کمیل کی طرف دھکا دیا۔ یہ حملہ اتنا اچانک تھا کہ ساغر کو کچھ سمجھ ہی نہ آئی اور وہ خود کو قابو نہ کر سکا اور کمیل کے بری طرح ٹکرایا۔

اتنے میں آیان کو بھاگنے کا موقع مل گیا۔ وہ تیزی سے مڑا اور دو دو، تین تین سیڑھیاں پھلانگتا نیچے اتر کر گلی میں پہنچ گیا۔

کمیل بھی اسکے پیچھے پہنچ چکا تھا۔ آیان آگے بھاگ رہا تھا اور کمیل اسے پکڑنے نے کے لئے اسکے پیچھے تھا۔

تیز ہوائیں چل رہی تھیں۔

آیان نے بھاگتے ہوئے مڑ کر دیکھا تو کمیل اسکے سر پر پہنچ چکا تھا اور دوسرے ہی پل کمیل نے اسکو کندھے سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تھا جس کے نتیجے میں آیان زمین پر گرا۔

کمیل نے اسکے ہاتھ سے پستول کھینچی۔

”کوئی بھی ہوشیاری کیے بغیر اٹھو اور اپنے ہاتھ سر کے پیچھے کرو۔“

”مجھے جانے دو۔“ وہ لمبے لمبے سانس لیتا ہوا بولا۔

”نہیں جانے دے سکتا۔“ کمیل نے افسوس سے کہا۔

☆☆☆

ساغر پولیس کو کال کر چکا تھا۔ وہ کسی بھی لمحے یہاں پہنچنے والے ہوں گے۔ کمیل، آیان کو واپس اسی پرانی عمارت میں لے آیا تھا اور اسے دوبارہ باندھ دیا گیا تھا۔ کمیل اسے کیسے جانے دیتا۔ اسکی پلاننگ پکی تھی۔ کھیل ختم کرنے کا وقت آ چکا تھا تو وہ کیسے کھیل خراب کر سکتا تھا۔

”پولیس کسی بھی وقت یہاں آتی ہو گی۔“ ساغر نے نفرت سے آیان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

ساغر کے کندھے پر چوٹ لگی تھی اور خون بھی نکل رہا تھا۔

سکندر ایک طرف تب سے یوں خاموش بیٹھا تھا جیسے اپنی شکست تسلیم کر چکا ہو۔

کاشف بھی اپنے انجام کو جیسے قبول کر چکا تھا۔

کچھ دیر بعد پولیس کی گاڑیوں کی آوازیں آنے لگیں۔ ساغر نے پولیس کو عمارت میں سیدھا اوپر آنے کا کہہ دیا تھا۔

پولیس کی نفری سیڑھیاں چڑھتی ہوئی اوپر پہنچ چکی اور ساتھ فلک تھا۔

"انسپکڑ صاحب یہ رہے آپ کے مجرم۔" ساغر نے فلک کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ "اور یہ اسکے ساتھ ملنے والا اسلحہ۔" اس نے گن فلک کی طرف بڑھائی جو فلک نے پکڑ کر ساتھ کھڑے کانسٹیبل کو پکڑا دی۔ لیکن وہ حیران تھا۔

"یہاں چل کیا رہا ہے۔" فلک نے کمیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"انسپکٹر۔۔۔ فلک۔" کمیل نے فلک کے شرٹ پر لگا نیم ٹیگ پڑھتے ہوئے کہا۔ "میں آپ کو مجرموں سے ملواتا ہوں اور بتاتا ہوں یہاں کیا چل رہا ہے۔ بھاری بھاری سب کے متعلق بتاؤں گا۔ اوکے۔"

کاشف نے سر اٹھا کر کمیل کو یوں دیکھا جیسے وہ اسے معاف کرے گا اور اسے پولیس کے حوالے نہیں کرے گا لیکن کمیل نے اسکی نظروں کو نظر انداز کیا کیونکہ وہ نہ اسکا دوست تھا نہ اسکا ہمدرد۔

فلک نے نا سمجھی سے بندھے ہوئے لڑکوں کو دیکھا۔

"سب سے پہلے ان سے ملیں۔ یہ ہیں سکندر صاحب۔۔۔" کمیل کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ فلک بولا۔

"سکندر۔۔۔منال کا بوائے فرینڈ۔" فلک بڑبڑایا تھا لیکن اسکی آواز سب سن سکتے تھے۔

ساغر نے حیرت سے فلک کو دیکھا۔ وہ کیا بول رہا تھا۔ یہاں سکندر کی گرل فرینڈ کا ذکر کیوں ہو رہا تھا۔

"مجھے یہ تو نہیں پتا کہ یہ کس کا بوائے فرینڈ ہے لیکن یہ لوگوں کی نازیبہ تصاویر اور ویڈیوز بنا کر انہیں بلیک میل کرتا ہے۔" کمیل بولا۔ "جو ویڈیو اس وقت انٹرنیٹ پر گردش کر رہی ہے وہ انہوں نے ہی بنائی ہے۔ وہ ویڈیو ایک شخص کی درندگی دکھا رہی ہے وہ شخص یہ شخص ہے۔" کمیل نے آیان کی طرف اشارہ کیا۔ "اس شخص کے پاس بہت لوگوں کا ایسا مواد ہے جو ان کی زندگیاں تباہ کر سکتا ہے۔" کمیل نے واپس سکندر کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

فلک اور اسکے ساتھ آنے والے اہلکار خاموشی سے کھڑے تھے۔

"آپ اسے گرفتار کر سکتے ہیں تاکہ مزید تفتیش کر سکیں۔ یقیناً یہ ڈرگز اور دوسرے دو نمبر کاموں میں ملوث ہے۔ اس شخص کو آیان رضا ڈرگز فراہم کرتا تھا کیونکہ وہ بھی اس سے بلیک میل ہو رہا تھا۔" ساغر بولا تو فلک نے اپنے کانسٹیبلز کو اشارہ کیا۔

دو سکندر کی طرف بڑھے اور اسکی رسیاں کھول کر اسے ہتھکڑی لگا دی۔

”اسے سرکاری گاڑی میں لے چلو۔“ فلک نے جیسے حکم دیا اور پھر کمیل کی طرف مڑا۔ ”اور ان دونوں کی کہانی کیا ہے۔“

”اسے دیکھیں۔۔۔ یہ ہے میرا کزن جس کی ویڈیو وائرل ہوئی ہے اور یہ رضار حمت کا بیٹا ہے جسے آپ لوگوں نے گرفتار کیا ہے۔ یہ اپنے باپ کے ساتھ بہت سارے دو نمبروں کاموں میں ملوث ہے۔ رضار حمت میرے چچا اور میرے والدین کا قاتل ہے۔ اس نے خلید نامی لڑکے کا بھی قتل کروایا ہے۔“ کمیل ایک پل کو رکا۔

خلید کا نام سن کر فلک چونکا۔ اس نے قتل کروایا یعنی شاہینہ کو بھی یہی شخص پھنسا رہا تھا۔

"آیان نے خلید کے بعد سکندر کے بھائی کا بھی قتل کروایا اور یہ میرا دوست۔۔۔ تھا لیکن اس نے میرے قاتل کزن کا ساتھ دیا۔ ان دونوں نے بہت سارے جرائم کئے ہیں۔ خلید کا قتل بھی شاید کاشف کے ہاتھ ہوا لیکن یہ آیان اور کاشف دونوں کی ملی بھگت تھی۔"

فلک خاموشی سے سن رہا تھا۔ وہ کافی کچھ سمجھ چکا تھا۔ رضار حمت کے تہہ خانے کی ٹپ دینے والے یہی دو لڑکے یعنی کمیل اور ساغر تھے۔ ویڈیو وائرل کرنے والے بھی یہی تھے۔ منال کے بوائے فرینڈ کو پکڑنے والے بھی یہی تھے۔

کچھ باتیں اسے سمجھ نہیں آئی تھیں لیکن اب تو ہر گواہ اسکے سامنے تھا۔ باقی کے سوال بھی وہ جلد ہی حل کرلے گا۔

"ان دونوں کو ہتھکڑی لگاؤ اور گاڑی میں لے کر جاؤ۔ تینوں مجرموں پر نظر رکھنا۔"

فلک نے اپنی نفری کو اشارہ کیا۔

کاشف اور آیان کو ہتھکڑی لگا کر باہر لے جایا گیا۔

”آپ دونوں کو بھی ہمارے ساتھ چلنا ہو گا۔ آپ سے بھی کچھ سوالات کرنے ہیں۔“ فلک بولا۔

کمیل اور ساغر نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور ایک ساتھ بولے۔ ”ہم ہر سوال کے لئے تیار ہیں۔“

☆☆☆

دو دن بعد

کمیل اور صلومی دونوں بیٹھے چائے پی رہے تھے۔

”یعنی آیان اور تایا رضا دو نمبروں کاموں میں ملوث ہونے کی وجہ سے جیل میں ہیں۔ “صلومی نے سمجھتے ہوئے کہا۔ ”اور آپ کہہ رہے ہیں وہ آپ کو بھی پولیس اسٹیشن بلائیں گے تفتیش کے دوران۔ “

کمیل نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ صلومی کو صرف اتنا بتا رہا تھا جتنا بتانے کی ضرورت تھی جبکہ وہ چچی کو بتا چکا تھا کہ کس طرح اس نے تایا رضا اور اسکے بیٹے آیان کے کالے کرتوت دنیا کے سامنے آنے کا کام کیا اور ان کو جیل تک پہنچانے میں کس طرح اسکے دوست نے اسکا ساتھ دیا۔ وہ چچی کو سب بتا چکا تھا، کچھ باتیں اس نے پہلے دن ہی بتا دی تھیں۔ صلومی کو وہ زیادہ کچھ نہیں بتانے والا تھا کیونکہ اس طرح وہ پریشان ہو جاتی۔

”لیکن آپ کا تایا رضا کے دو نمبروں کاموں سے کیا تعلق جو آپ سے پولیس سوالات کرنا چاہتی ہے۔ “صلومی نے اپنے شوہر کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کیونکہ ہمارا خاندان ایک ہے۔ سگے تایا ہیں وہ میرے اس لئے مجھ سے بھی پوچھ گچھ ہوگی۔ تم چھوڑو اس بات کو۔" کمیل نے اسے ٹالنا چاہا۔

"اچھا لیکن آپ دو دن کہاں تھے اور میرا فون نہ اٹھانے کی وجہ کیا تھی۔ روبی کی کال آپ نے فوراً اٹھا لی لیکن میرے بار بار کال کرنے کے باوجود آپ نے کال نہیں اٹھائی۔" صلومی نے چائے کا کپ میز پر رکھتے ہوئے پوچھا۔ "اس بات کا مجھے صاف جواب چاہیے۔" وہ روایتی بیویوں کی طرح لگ رہی تھی۔

"میں اپنے دوست کے ساتھ تھا۔ اسکا کوئی لیگل کام تھا وہ کروا رہے تھے۔ میں اسکے ساتھ تھا کیونکہ وہ یہ سب اکیلے ہینڈل نہیں کر سکتا تھا۔ اور کال نہ اٹھانے کی وجہ یہ تھی کہ میں تم سے بات کرتا تو تمہیں زیادہ مس کرتا جسکی وجہ سے کام ٹھیک سے نہ ہو پاتا۔ روبی کا نمبر میرے لئے انجانا تھا اس لئے اٹھا لیا کیونکہ مجھے لگا یہ ورک کال ہے کوئی۔"

"کون سا لیگل۔۔۔"

"صلومی شوہر سے اتنے سوال نہیں کرتے۔ وہ اگر کہہ رہا ہے کام تھا تو ہو گا کوئی کام۔ ہر بات بیوی کو بتانے والی تو نہیں ہوتی نا۔ پرائیویسی نام کی بھی چیز ہوتی ہے۔" امی نے ٹوکا تھا۔

صلومی تو بہت کچھ پوچھنا چاہتی تھی۔ وہ تو جرح کے موڈ میں تھی لیکن امی نے ٹوک دیا تھا۔

کمیل نے کندھے اچکا کر چائے کا کپ لبوں سے لگایا اور آنکھوں سے ہی اپنی ساس کا شکریہ ادا کہ انہوں نے مزید سوالوں سے بچا لیا اس کو۔

صلومی نے ایک نظر ماں کو دیکھا اور پھر چائے پینے لگی۔ اسکا شوہر اسکے سامنے تھا اتنا کافی ہے۔ وہ دو دن کہاں غائب رہا یہ وہ پھر کسی دن معلوم کرلے گی۔

* * *

شاہینہ کو باعزت طریقے سے بے گناہ قرار دیا گیا تھا اور اب وہ ایک بار عزت شہری کی طرح آزاد تھی۔ کاشف نے سکندر کے بھائی اور خلید کے قتل کا اعتراف کر لیا تھا۔ کاشف اس وقت آیان اور رضا رحمت کے ساتھ حوالات میں بند تھا۔ رضا رحمت اور آیان نے ابھی تک اپنے جرائم کو قبول نہیں کیا تھا لیکن تمام ثبوت انکے خلاف تھے۔ کاشف نے بھی آیان کے خلاف گواہی دے گی تھی۔

خلید کے قتل کی وجہ کاشف نے کچھ یوں بتائی تھی۔ "سکندر کا بھائی ہمارے پاس تھا لیکن وہ اپنا منہ نہیں کھول رہا تھا اس لئے آیان نے خلید کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا تا کہ سکندر کا بھائی اپنے ساتھی کی موت کا سن کر ہمیں پاس ورڈ بتا دے۔ خلید کا قتل ہم نے اس رات پلان کیا جس رات وہ ایک لڑکی کے ساتھ ہوٹل آنے والا تھا۔ وہ اکثر وہاں آتا تھا اور ہوٹل کے مینیجر سے اس بات کی معلومات نکلوانا

بہت آسان تھا کہ وہ کس وقت آنے والے ہیں اور کس کمرے میں رہنے والے ہیں۔ میں نے قتل اس طرح کیا ہے پولیس کا شک اس لڑکی پر جائے۔ سکندر کے بھائی نے اکاؤنٹ کا نقلی پاس ورڈ دیا تھا جو میں نے اسے قتل کر دینے کے بعد چیک کیا۔ میں اپنا جرم قبول کرتا ہوں کہ میں نے سکندر کے بھائی اور خلید کا قاتل ہوں اور اس سب میں آیان بھی ملوث ہے۔ میں اسکے لئے کام کرتا تھا اور اسی کے کہنے پر میں نے قتل کئے۔"

کاشف سے امارا کے متعلق بھی پوچھا گیا لیکن امارا کو وہاں قید کیوں کیا گیا تھا یہ اسے معلوم نہیں تھا لیکن وہ یہ بات بخوبی جانتا تھا کہ وہ میرب کہ ماں ہے۔

چونکہ پولیس میرب، روبی، زمان علی اور کاشف کی دوستی سے واقف نہ تھی اس لئے اس بارے میں اس سے نہیں پوچھا گیا کہ اس نے اپنے دوستوں سے یہ بات کیوں چھپائی۔

آیان اور رضا رحمت ابھی اپنا کوئی بھی بیان دینے کو تیار نہ تھے اس لئے یہ معاملہ ابھی حل نہیں ہوا تھا لیکن بہت جلد ہونے والا تھا۔

☆☆☆

رموزِ مصلحت کو ذہن پر طاری نہیں کرتا

ضمیرِ آدمیت سے میں غدّاری نہیں کرتا

قلم شاخِ صداقت ہے، زباں برگِ امانت ہے

جو دل میں ہے وہ کہتا ہوں، اداکاری نہیں کرتا

(فلک اور شیر جان امارا کیا بیان لینے مرید ہاؤس آئے تھے۔ امارا ہسپتال سے گھر آ چکی تھیں۔ انکی واپسی کی خبر ابھی منظر عام پر نہیں آئی تھی۔

فلک اور شیر جان دونوں گیسٹ روم میں بیٹھے ہوئے اور انکے سامنے مرید صاحب اور امارا بیٹھے ہوئے تھے۔

"اب کسی ہیں آپ مسز مرید۔" فلک نے پوچھا تھا۔

"تم دونوں میرے لئے کسی فرشتے کی طرح آئے تھے اس دن۔ تم دونوں کی وجہ سے میں آج اپنی فیملی سے مل پائی ہوں۔" امارا نے ایک نظر ساتھ بیٹھے مرید صاحب کو دیکھا اور بولیں۔ "اب میں ٹھیک ہوں۔"

"ہمارا فرض تھا لیکن اس سب میں ہمارا ساتھ کمیل رضوان رحمت نامی لڑکے نے کی۔" شیر جان نے بتایا۔

امارا کو یہ نام سن بے اختیار رضی اور چاندنی یاد آئے تھے۔ کمیل رضوان یعنی چاندنی اور کمیل کو بیٹا۔ انہوں نے سوچا۔

"کیا ہمیں آپ بتا سکتی ہیں کہ آپ کو وہاں مسٹر رضا نے قید کیوں کیا تھا۔" فلک نے جیب سے چھوٹا سا ریکارڈ نکالا اور اسے آن کر کے میز پر رکھا۔

اتنے میں ملازمہ چائے اور دوسرے کھانے پینے کی اشیاء لے آئی۔ شیر جان نے چائے کا کپ اٹھایا۔

ملازمہ اپنا کام کر کے واپس کچن کی طرف پلٹ گئی۔

"اس نے مجھے یونیورسٹی میں پروپوز کیا تھا لیکن وہ مجھے پسند نہیں تھا تو میں نے اسے انکار کر دیا۔" وہ یاد کرتے ہوئے بتانے لگیں۔ "چار سال پہلے جس دن مجھے اغوا کیا گیا اس دن بھی میں رضا سے گروسری سٹور میں ٹکرائی تھی۔ میں اس سے اچھے سے بات کر رہی تھی کیونکہ ہم دونوں زندگی میں آگے بڑھ چکے تھے۔ اس نے مجھے چائے کا پوچھا تو میرے کئی بار انکار کرنے کے باوجود مجھے چائے کی آفر قبول کرنی پڑی۔ ہم پاس والے کیفے میں چائے کے لئے چلے آئے اور پھر اسکے بعد کیا

ہوا مجھے یاد نہیں لیکن جب مجھے ہوش آیا تو میں ایک اندھیرے کمرے میں تھی۔ مجھے کرسی پر باندھا ہوا تھا۔ وہ میرے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے صرف ایک جملہ بولا۔ "میں اپنی بے عزتی کا بدلہ لے کر ہی رہتا ہوں چاہے مجھے سالوں انتظار ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔" اتنا کہہ کر وہ چلا گیا اور پھر کبھی نہیں آیا۔

دو دن بعد کوئی آدمی آیا۔ اس نے مجھے کھولا اور کھانا دیا۔ پھر وہ روز دو وقت کھانا دینے آتا اور چلا جاتا۔ پھر کافی عرصہ وہی آدمی مجھے کھانا دینے آتا رہا لیکن پھر کوئی اور لڑکا آنے لگا۔ یہ نیا لڑکا مجھ سے بات بھی کر لیا کرتا تھا اور کبھی کبھی کھانے کا ناغہ بھی کر دیا کرتا تھا۔ پھر ایسا ہی چلتا رہا۔

اور پھر جیسے صدیاں بیت گئیں۔

تم دونوں آئے اور مجھے دوبارہ روشنی دیکھنے کا موقع ملا۔

مجھے آزادی ملی۔"

شیر جان اور فلک نے تسلی سے بات سنی تھی۔ کچھ اور سوالات کرنے کے بعد انہوں نے چائے پی اور پھر تھانے کی طرف روانہ ہو گئے۔)

میں دامانِ نظر میں کس لیے سارا چمن بھر لوں

مرا ذوقِ تماشا بار برداری نہیں کرتا

میں آخر آدمی ہوں، کوئی لغزش ہو ہی جاتی ہے

مگر اِک وصف ہے مجھ میں، دل آزاری نہیں کرتا

(علی اپنے باپ اور چچا کے ساتھ گاؤں آ گیا تھا۔ شازیہ بیگم، جہان کو دیکھ کر بہت حیران ہوئی تھی لیکن انہوں نے خوشی کا اظہار کیا تھا۔

علی اس وقت اپنے کمرے میں تھا۔ یہ کمرہ پہلے جہان کا تھا لیکن جہان کو اب کوئی دوسرا کمرہ دے دیا گیا تھا کیونکہ وہ اب یہاں آتا جاتا رہے گا۔

ثمر اور ثمرہ ابھی اس سے مل کر کمرے سے نکلے تھے۔

وہ بستر میں بیڈ کے کراؤن سے ٹیک لگا کر ٹاں گیں سیدھی کر کے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں موبائل فون تھا۔

ساغر کا میسج آیا ہوا تھا لیکن وہ اس سے ناراض تھا۔

اس نے فون بند کر کے ایک طرف رکھنا چاہا تبھی اسکے فون کی گھنٹی بجی۔ اسے پتا تھا کہ کس کی کال ہوگی۔ اس نے سکرین کی طرف دیکھا اور ساغر کی کال آرہی تھی۔ اسے پتا تھا ساغر ہی اسے کال کر رہا ہے۔

اس نے کچھ سکینڈز کے لئے کچھ سوچا اور پھر کال اٹھا کر فون کان سے لگایا۔

”میں کمیل اور بھابھی کے ساتھ تم سے ملنے گاؤں آرہا ہوں۔ “ساغر نے علی کو بولنے کا موقع دیے بغیر اپنی بات کی۔ ”بیس سے پچیس منٹ میں پہنچ رہے ہیں ہم۔ “اپنی بات مکمل کر کے ساغر کال کاٹ چکا تھا۔

علی مسکرایا۔ یقیناً ساغر کہیں مصروف ہو گا اسی لئے وہ پہلے ہسپتال نہیں آسکا۔ اس نے سوچا۔ اچھی بات ہے کہ وہ حویلی آرہا ہے۔)

(میرب تیار ہو کر تنزیلہ سے ملنے رستم گلی آئی تھی۔ وہ گھر کے باہر کھڑی خود کو کمپوز کر رہی تھی۔

تنزیلہ اور انمول لونگ روم میں بیٹھ کر ٹی وی دیکھ رہی تھیں جبکہ دروازے کی گھنٹی بجی۔

”میں دیکھتی ہوں۔ “تنزیلہ کہتی ہوئی اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

اس نے دروازہ کھولا اور سامنے میرب کھڑی مسکرا رہی تھی۔ تنزیلہ نے ایک طرف ہو کر اسے اندر آنے کا راستہ دیا لیکن منہ سے کچھ نہ بولی۔

میرب اندر چلی آئی۔

تنزیلہ بھی اسکے پیچھے آ گئی اور اتنے میں اسکی امی بھی اپنے کمرے سے باہر نکل آئی تھیں۔

"میرب بیٹا۔۔۔ آپ یہاں کیسے۔" تنزیلہ کی امی میرب کو دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔

"السلام علیکم آنٹی۔" میرب نے سلام کیا اور پھر انمول کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ "انمول۔۔۔ کیسی ہو۔"

"بیٹھو بیٹا۔۔۔" میرب کی امی بولیں۔ "میں تمہارے لئے چائے لاتی ہوں۔"

"نہیں آنٹی میں صرف تنزیلہ جو لینے آئی ہوں اور ہم جلد ہی نکل رہے ہیں۔"

میرب نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

تنزیلہ نے حیرت سے میرب کو دیکھا۔ کیا وہ اسے لینے آئی تھی۔ لیکن اسکی ماں تو واپس آچکی ہے تو اب اسکا مرید ہاؤس میں کیا کام۔ اسکا مرید کے مکینوں کیا ناطہ۔

"اپنا سامان پیک کریں ہمیں جلدی نکلنا ہے۔" میرب نے تنزیلہ کا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا۔

وہ اداسی سے میرب کو دیکھ رہی تھی۔ اسکے چہرے پر تکلیف صاف دکھائی دے رہی تھی لیکن وہ کیا کرتی۔ وہ مرید کی دوسری بیوی تھی اور اب جبکہ ان کی پہلی بیوی انکی زندگی میں واپس آچکی تھی تو وہ واپس چل کر کیا کرتی۔ کیا مرید کی پہلی بیوی اسے سوتن کے روپ میں قبول کرے گی۔ وہ کشمکش میں تھی۔

"لیکن تمہاری ماں۔۔۔" وہ بولتے بولتے رکی۔

”ہاں لیکن آپ بھی میرا بابا کی بیوی ہیں اور رشتے سے اب میری ماں بھی ہیں۔ سگی نہ سہی لیکن یہ رشتہ تو ہے۔“ میرب نے اپنا بیگ ایک طرف رکھا اور اٹھ کے اسکے پاس آئی۔ ”تم سوچ رہی ہیں کہ اب وہاں آپ کا کیا کام۔۔۔ لیکن مجھے تمہاری سے کوئی غرض نہیں ہے مگر مجھے تمہاری محبت چاہیئے تو۔“

وہ آپ سے جب تم تک آئی اسے بھی احساس نہ ہوا۔ ”تم صرف میرے بابا کی بیوی نہیں ہو، تم میری دوست ہو، میری ہمدرد ہو۔“

تنزیلہ صرف سن رہی تھی۔

”چلو گی نا میرے ساتھ۔“ میرب نے تنزیلہ کو کندھے سے پکڑ کر گلے لگایا اور اسکے کان میں دھیرے سے بولی۔ ”پلیز انکار مت کرنا۔“

وہ پیچھے ہٹی تو تنزیلہ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ میرب نے اسکی نم آنکھوں کو دیکھا۔ ”چلو گی نا۔“

”ہاں مگر امارا کیا سوچے گی۔ وہ مجھے قبول کرلے گی۔“ تنزیلہ نے اپنے نم گال صاف کئے۔

”مجھے ماما اور بابا نے ہی بھیجا ہے۔ آپ کے لئے اس گھر اور ہمارے دلوں میں بہت جگہ ہے۔“

تنزیلہ نے حیرت سے میرب کو دیکھا تھا۔ کیا وہ سچ کہہ رہی تھی۔

”میں سچ کہہ رہی ہوں۔“ میرب نے اسکی بے یقینی کو محسوس کرتے ہوئے کہا تھا۔ ”اب اپنا سامان پیک کریں اور میرے ساتھ چلیں۔“

تنزیلہ اپنے کمرے کی طرف بڑھی اور جب واپس لوٹی تو اسکے کندھے پر بیگ لٹکا ہوا تھا اور دوسرے ہاتھ سے وہ بریف کیس گھسیٹتے ہوئے آرہی تھی۔

میرب نے چائے کا کپ ایک طرف رکھا اور بولی۔ ”چلیں۔“

تنزیلہ نے اثبات میں سر ہلایا۔ میرب نے اپنا ہینڈ بیگ پکڑا اور اسکے ساتھ گھر سے نکل آئی۔)

مکافاتِ عمل خود راستہ تجویز کرتی ہے
خدا قوموں پہ اپنا فیصلہ جاری نہیں کرتا
مرے بچے تجھے اتنا توکّل راس آجائے
کہ سر پر امتحاں ہے اور تیاری نہیں کرتا

(شاہینہ اور فلک دونوں لنچ کرنے آئے تھے۔ فلک اپنے یونیفارم میں ملبوس تھا جبکہ شاہینہ نے نیلے رنگ کی شلوار قمیض پہن رکھی تھی۔

"آخر خلید کا قاتل پکڑا گیا۔" فلک بولا۔

”مجھے اللہ پر پورا یقین تھا کہ وہ حقیقت کو سب کے سامنے ضرور لائے گا۔ “شاہینہ نے پر اعتماد لہجے میں کہا۔ ”اور یہ بھی ہے تمہیں میری بے گناہی پر بھی یقین ہے۔ “

”ہم جیسے لوگ کسی کا برا نہیں کر سکتے۔ “فلک بولا۔

”یعں نی۔ “شاہینہ کو اپنے منگیتر کی بات سمجھ نہ آئی تھی۔ وہ الجھی ہوئی لگ رہی تھی۔

NC

”جن کی ساری زندگی محرومیوں کے ساتھ گزری ہو، جن کی زندگی یتیمیتی میں گزری ہو اور جن کے اپنے دلوں کے ٹکرے ہو چکے ہوں۔ “

شاہینہ مسکرائی۔

”مجھے تم پر پورا یقین تھا۔ “فلک بولا۔

"اتنا یقین کیوں۔" سوال پوچھا گیا۔

"محبت میں محبوب پر یقین نہ ہو تو خاک محبت ہے، محبت میں۔" فلک نے دھیرے سے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا اور اپنے قریب کیا۔)

مکافاتِ عمل خود راستہ تجویز کرتی ہے

خدا قوموں پہ اپنا فیصلہ جاری نہیں کرتا

مرے بچے تجھے اتنا توکّل راس آجائے

کہ سر پر امتحاں ہے اور تیاری نہیں کرتا

(شیر جان کے پاس آیان اور رضا رحمت کے خلاف بہت سارے ثبوت تھے۔ اب رضا رحمت اور آیان رضا کو کوئی بھی بچا نہ سکتا تھا۔ وہ پھنس چکے تھے اور یہ سب کمیل اور ساغر کی پلاننگ کی وجہ سے ہو سکا تھا ورنہ ان کے کالے کرتوت تو دنیا

کے سامنے آ ہی نہ پاتے۔ ان کے خلاف اب بہت سارے لوگ سوشل میڈیا پر بھی بول رہے تھے۔ کمیل اور چچی شمیم کی گواہی سب سے اہم تھی اس کیس میں اور وہ دونوں تیار تھے گواہی دینے کے لئے۔

کاشف پہلے ہی اپنے گناہ تسلیم کر چکا تھا اور اسکا بیان اس کیس کا ایک بہت بڑا ثبوت تھا۔

ظالم کی زندگی زیادہ نہیں ہوتی وہ پکڑا ہی جاتا ہے۔)

میں عاصی حُسن کی آئینہ داری خوب کرتا ہوں
مگر میں حُسن کی آئینہ برداری نہیں کرتا

عاصی کرنالی

ساغر، کمیل اور کمیل کی صلومی نئی حویلی پہنچ چکے تھے۔ صلومی کو ابھی تک کمیل نے کچھ نہیں بتایا تھا اس لئے وہ بار بار کمیل کی طرف دیکھ رہی تھی یوں جیسے پوچھ رہی ہو کہ ہم یہاں کیا کرنے آئے ہیں۔

وہ تینوں نئی حویلی کے خوبصورت گیسٹ روم میں بیٹھے ہوئے تھے جب جہان اور سلطان ایک ساتھ کمرے میں داخل ہوئے۔

وہ تینوں مہمانوں کی طرح اپنی نشستوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"بیٹھو آپ کھڑے کیوں ہو گئے۔" جہان بولا۔

صلومی بیٹھ گئی۔

"میں علی سے مل لوں۔" ساغر بولا۔ "اگر آپ کی اجازت ہو۔" اس نے سلطان سے پوچھا تھا۔

”ہاں بیٹا ضرور یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے۔“ سلطان شفقت سے بولے۔

ساغر کو اجازت مل گئی تو وہ باہر نکل آیا۔ ساغر چونکہ یہاں پہلے آچکا تھا اس لئے وہ حویلی سے واقف تھا۔ وہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر علی کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ ڈاکٹر نے علی کو بیڈ ریسٹ کا کہا تھا۔

کمرے میں کمیل ابھی تک کھڑا تھا۔ جہان چلتا ہوا اسکے قریب آیا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ سلطان بھی اسکے قریب آیا۔

صلومی حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آئی کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔

جہان کی آنکھوں میں اچانک محبت دکھائی دینے لگی۔ وہ اپنی لاڈلی بہن کی اولاد کو پہلی مرتبہ دیکھ رہا تھا۔ اس اپنی بہن کی شکل کسی اور شخص کی یاد دلا رہی تھی۔ ہاں! وہی چہرہ جو اسے سلطان کی شادی پر اپنے والد کے ساتھ دکھائی دیا تھا۔

جہان آگے بڑھا اور اس نے کمیل کو گلے سے لگا لیا۔ کمیل کو اس محبت کی امید تو تھی لیکن یوں۔۔۔ یہ اس نے سوچا نہ تھا۔

اس نے بھی اپنے ماموں کو محبت سے لگے لگایا۔

صلومی حیرت سے سب دیکھ رہی تھی لیکن بولی کچھ نہیں۔

"ماموں۔۔۔" کمیل کی آواز میں کپکپاہٹ تھی۔ خوشی سے اس کی آواز کانپ رہی تھی۔

کمیل پیچھے ہوا اور صلومی کی طرف مڑا۔ "بڑے ماموں، چھوٹے ماموں یہ آپ کی بہو ہے، میری بیوی صلومی۔"

صلومی اٹھ کھڑی ہوئی۔

سلطان نے اسکے سر پر پیار دیا۔

اور کمیل سلطان کے گلے لگا۔

وہ سب بیٹھ گئے اور صلومی کو ساری کہانی بتانے لگے۔ وہ دھیرے دھیرے سب سمجھنے لگی۔

سہ گوش اسے سمجھ آ گئی تھی۔

صلومی اس کہانی کی وہ کردار تھی جو اس کہانی میں ہوتے ہوئے بھی ہر شے سے انجان تھی لیکن اب اسے سمجھ آ رہا تھا۔

—☆☆☆—

ساغر نے علی کے دروازے پر ہلکی سے دستک دی اور پھر بنا جواب سنے اندر گھس آیا۔

علی نے ساغر کو اندر آتے دیکھ لیا تھا لیکن وہ خاموش تھا۔

”ناراض ہو۔۔۔ میں ہسپتال تم سے ملنے نہیں آیا اس لئے۔“ ساغر اچھل کر بستر پر گرنے کے انداز میں علی کے پاس لیٹ گیا۔

علی بیڈ کے کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا تھا۔ ساغر کی اس حرکت پر اس نے مشکل سے اپنی ہنسی کنٹرول کی۔

ساغر نے اپنے سر کے نیچے ہاتھ رکھا اور اسکے قریب ہوا۔

”میں تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔“ ساغر بولا۔

علی نے ایک نظر اسے دیکھا۔ ”بولو۔“

ساغر دھیرے دھیرے اسے ساری کہانی بتانے لگے۔ علی کبھی حیرت سے تو کبھی تجسس سے سنتا گیا۔

آدھے گھنٹے بعد علی کو ساری صورتحال کا پتا چل چکا تھا۔ وہ سمجھ چکا تھا کہ کمیل اور ساغر پچھلے دنوں کیا کر رہے تھے۔

”تم نے مجھے پہلے کچھ کیوں نہیں بتایا۔“ علی نے پوچھا۔

”مجھے ایک اور اہم بات بھی بتانی ہے۔“ ساغر جھجھکتے ہوئے بولا۔ ”میں تمہارے چچا جہان کے لئے کام کرتا ہوں۔ انہوں نے تم پر نظر رکھنے کے لئے کہا تھا لیکن۔۔۔ میری۔۔۔“

”واٹ!“ علی کو صدمہ لگا تھا۔ ”تم نے مجھ سے دوستی اس لئے کی تھی تاکہ تم مجھ پر نظر رکھ سکو۔“

”ہاں لیکن جب میں نے تم سے دوستی کی تو مجھے تم سے محبت ہو گئی۔“

”کیا مطلب۔“

”یعنی تم بہت معصوم ہو، بہت صاف دل اور محبت کے قابل انسان ہو۔ مجھے تمہارے دل سے محبت ہو گئی اور میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں بھی تمہارے ساتھ مخلص ہو جاؤں گا۔“

”یعنی تم میرے سچے ہو۔“ علی نے ایک نظر اسے دیکھا۔

”ہاں میں ہوں۔“ ساغر تھوڑا اوپر ہوا اور علی کے ماتھے کو نرمی سے چوما۔ ”تم میرے لئے میرے چھوٹے بھائیوں کی طرح ہو۔“

علی مسکرا دیا۔ اسکی آنکھوں میں نمی سی ابھری تھی۔

”میں تمہارے کزن اور تمہاری بھابھی کو لایا ہوں۔ ان سے ملنا چاہو گے۔“ ساغر پیچھے ہو کر بیٹھا۔

☆☆☆

ہر کردار کی ہے اپنی کہانی

ہر کہانی میں ہیں کئی کردار

کبھی بارش ہے، کبھی دھوپ سی

یادیں ہیں ہر بارش میں

روبی کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی۔ کاشف سے اس نے کبھی محبت کی تھی اور وہ آج سلاخوں کے پیچھے تھا۔ ہاں اسے دکھ ہوا تھا لیکن اس کے لئے بہتر یہی تھا کہ وہ اس سب سے جلد ہی نکل آئے۔ نہیں تو یہ محبت اسکے لئے ناسور بن جائے گا۔

ہر دھوپ میں ہیں کئی چاہتیں

کہیں سرخ سا موسم ہے

کبھی راتیں گہری سیاہی سی

کمیل اور صلومی کچھ ہفتوں کے لئے حویلی میں ہی آ گئے تھے۔ صلومی کی ثمر اور ثمرہ سے دوستی ہو گئی تھی۔ کمیل اور علی بھی اچھے دوست بن گئے تھے۔ جہان کچھ دن یہاں رہنے کے بعد واپس شہر چلا گیا تھا۔ اسے شہر میں بہت سارے کام تھے۔

کچھ باتیں ہیں، کچھ وعدے ہیں

کچھ بھولے بھٹکتے کاغذ ہیں

محبت بھی ہے اس سہ گوشہ میں

اس محبت کے ہیں کئی رنگ

ساغر کو پتا چل چکا تھا کہ تنزیلہ اپنے شوہر کے ساتھ ہی ہے اور اسکی سوتن نے بھی اسے قبول کر لیا ہے۔ ساغر کے لئے محبت سے نکل جانا مشکل ہے لیکن وہ کوشش کر رہا ہے۔ وہ کامیاب ہو جائے گا۔

الجھی ہیں کہانیاں آپس میں بہت

جڑے ہیں بہت سے رشتے

محبتیں کچھ ادھوری ہیں

کچھ محبتوں میں ہے دھوکے بازی

علی اور میرب کے رشتے کی بات ہوئی تو سلطان اور شازیہ بیگم دونوں فوراماں ن گئے تھے اور مرید صاحب اور امارا بھی راضی تھے۔ علی کے مکمل طور ٹھیک ہوتے ہی میرب اور علی کی منگنی ہو جانی تھی۔

کچھ دوست ہیں بہت پرانے

کچھ دشمن نئے بنائے ہیں

کچھ ادھ کھلے صفحات بھی ہیں ماضی کے

بات مستقبل کی بھی ہونی ہے

کہانی چلے گی حال کی بھی ساتھ

آیان اور کاشف پر بہت سارے کیس چل رہے تھے اور امید ہے کہ ان دونوں کو انکے گناہوں کی سزا ضرور ملے گی۔ رضا صاحب پر بھی الگ سے کیس چل رہے تھے۔

—☆☆☆—

رانی کی عصمت دری اور قتل کیس کی سنوائی میں شوقا اور تاڑا کو عمر قید با مشقت سزا سُنائی گئی تھی۔

یہ خبر احسان تک پہنچ چکی تھی۔

آخر اسکی محبت کو انصاف مل چکا تھا۔

رانی کی روح کو بھی سکون مل چکا۔

☆☆☆

اختتام